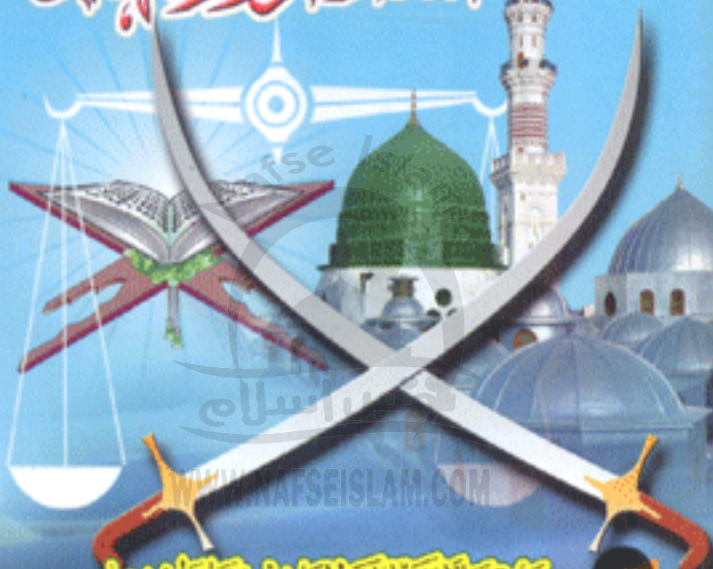


قرآن وحدیث کی روشنی میں جہاد کے فضائل اور اس کی اہمیت



اسلام اور جہاد



حضرت علامہ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ

مؤلف

مولانا فضیل رضا قادری عطاری

محقق

عطاری کتب خانہ - G.K.2/44
شعبہ مسجد کھادر، کراچی، پاکستان
فون 0303-6268968

سبز واری پبلیشرز

ناشر

يَا رَسُولَ اللَّهِ اُنْظُرْ حَالَنَا

زلزلوں کی رڈ میں پیہم مرے ارض و سما

یا رسول اللہ انظر حالنا

ظلم اُن پر توڑتے رہتے ہیں ہندی صبح و شام

یا رسول اللہ انظر حالنا

سر پختی پھر رہی ہے دہر میں ہر سو حیات

یا رسول اللہ انظر حالنا

ان پہ اندر اور باہر سے ہے یلغارِ فشار

یا رسول اللہ انظر حالنا

بن گئی ہیں سدِ رہ طاغوتیوں کی سازشیں

یا رسول اللہ انظر حالنا

قبلہ اوّل ہے دستِ جور کے زیرِ نگین

یا رسول اللہ انظر حالنا

سخت سرکش اور برہم ہے، زمانے کی ہوا

ختم ہونے کو نہیں آتا ہے دورِ ابتلا

جوشِ آزادی سے ہیں سرشار کشمیری عوام

ذرہ ذرہ مضطرب ہے وادیِ کشمیر کا

اک عجب آشوب کی زد میں ہے ساری کائنات

سانس لینا اس عقوبت گاہ میں مشکل ہوا

خون رلاتا ہے مجھے اسلامیوں کا انتشار

بہہ رہا ہے چار جانب ان کا خونِ ناروا

تشنہ تکمیل ہیں افغانیوں کی کوششیں

کاروانِ حریت ہے کش مکش میں مبتلا

کب سے محرومِ ازاں ہے سر زمینِ مرسلین

میل رہی ہے ہم کو نافرمانی حق کی سزا

جہاد کی فرضیت

جہاد کی فرضیت قرآن مجید کی جس آیت سے ثابت ہے وہ یہ ہے:

کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كَرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

وَعَسَىٰ أَنْ تَحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (پ۲۔ البقرہ: ۲۱۶)

تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

جہاد کی فرضیت اس وقت مشروع ہوتی ہے کہ جب دشمنان اسلام مسلمانوں کی سر زمین پر قبضہ کریں یا مسلمان ملک کے خلاف سازش کریں یا مسلمانوں کی زندگی کو اجیرن بنا دیں، شعائر اللہ (اللہ کی نشانیاں) کو نقصان پہنچائیں اور عبادات پر پابندی ڈالی جائیں وغیرہ۔ ورنہ پھر جہاد 'فرض کفایہ' ہے۔

دولت و جاہ تو ایمان کا مقصود نہیں وقت آجائے تو سر دین پہ کٹاتے رہے

جہاد کی اقسام

(۱) جہاد نفس (۲) جہاد مال (۳) جہاد زبان (۴) جہاد دماغ و قلم (۵) جہاد جان۔

یعنی جس سے جس قسم کا جہاد ہو سکتا ہے وہ کافروں اور منافقوں کے خلاف سینہ سپر ہو جائے، تاکہ کفار (یہود، ہنوز اور نصرانی) ہر قسم کے دباؤ میں رہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کامیابی کا یہ گر (جہاد) سیکھ کر اس پر عمل پیرا ہوئے تو دیکھتے دیکھتے روحانی و اخلاقی مادی اور سیاسی میدان میں ترقی کے اس بلند مقام پر پہنچے جس پر آج دنیا کی کوئی قوم نہیں پہنچ سکتی۔

جہاد میں خرچ کرنا باعث اجر و ثواب ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح ترغیب دلاتا ہے:

وما تنفقوا من شئ فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون (پ ۱۰- الانفال: ۶۱)

اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھائے میں نہ رہو گے۔

ولا ینفقون نفقة صغيرة ولا كبيرة ولا یقطعون وادیا الا کتب

لهم لیجزیهم اللہ احسن ما کانوا یعملون (پ ۱۱- التوبہ: ۱۲۱)

اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا یا بڑا اور جو نالاٹے کرتے ہیں سب ان کیلئے لکھا جاتا ہے

تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے۔

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تعلقوا بایديکم الی التهلكة (پ ۲- البقرہ: ۱۹۵)

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

مجاہدین کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مجاہدین کی اس طرح دلجوئی فرمائی:

یا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (پ ۲۶- محمد: ۷)

اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔

جو اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کی کسی طرح بھی مدد کرے گا غلبہ اسلام، کفار سے جہاد کے ذریعے آزادی، دین کی نشر و اشاعت، درس و تدریس، دینی مدارس کا قیام و ترقی، دینی لٹریچر تیار کرنا، مساجد کی تعمیر وغیرہ وغیرہ کسی بھی دین کا بول بالا کرنا، مسلح کفار سے سینہ سپر مسلمان عسکری تحریکوں کی مدد کرے گا۔ اللہ رب العزت ان کی دنیا و آخرت میں بے مثال مدد کرے گا۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

ولینصرن اللہ من ینصرہ (پ ۱۷- الحج: ۴۰)

اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا۔

جو کافر مسلمانوں سے لڑتے ہیں ان سے جہاد کریں

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ظلم کے خلاف لڑنے کا حکم فرماتا ہے:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يِقَاتِلُونَكُمْ (پ۲۔ البقرہ: ۱۹۰)

اور اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں۔

الَّذِينَ آمَنُوا يِقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يِقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ

فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفاً (پ۵۔ النساء: ۷۶)

ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کفار شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں

تو شیطان کے دوستوں سے لڑو بیشک شیطان کا داؤ کمزور ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوْ انفِرُوا جَمِيعاً (پ۵۔ النساء: ۷۱)

اے ایمان والو! ہوشیاری سے کام لو (یعنی دشمن کی گھات سے بچو یا ہتھیار ساتھ رکھو) پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا اکٹھے چلو (الگ الگ دوستوں کی سورت میں یا اکٹھے ہو کر چلو جو حالات کے پیش نظر درست ہو)۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً يِقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (پ۱۰۔ التوبہ: ۳۶)

اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

مورتیوں، بتوں، صلیب، آگ، سورج اور گائے کے پوجاریوں مشرکوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کی جو فضیلت قرآن مجید میں ارشاد فرمائی ہے اس کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں۔

ذالك بانهم لا يصيبهم ظما ولا نصب ولا مخمصة في سبيل الله ولا يظنون موطنًا يغيب

الكفار ولا ينالون من عدو نيلا الا كتب لهم به عمل صالح ان الله لا يضيع اجر المحسنين

یہ اس لئے کہ انہیں (جہاد میں) جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ (تمیز) آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں۔ اس سب کے بدلے ان کیلئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بیشک اللہ نیکوں کا نیک (اجر) ضائع نہیں کرتا۔

ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله (پ ۲۸۔ الصف: ۴)

بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں۔

یعنی مجاہدین اللہ کے دوست ہیں یہ محبوبیت کا مقام اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں مومنوں کی جان اور مال خرید لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں واضح فرماتا ہے:

ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة يقاتلون

في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعدا عليه حقا (پ ۱۱۔ التوبہ: ۱۱۱)

بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کیلئے جنت ہے۔

اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں (کافرو) اور مریں (خود) اس کے ذمہ کرم پہ سچا وعدہ۔

يا ايها الذين آمنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار وليجدوا

فيكم غلظة واعلموا ان الله مع المتقين (پ ۱۱۔ التوبہ: ۱۲۳)

اے ایمان والو! جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب تر ہیں اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں

اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

جو مجاہدین اسلام متقی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے اور انہیں غلبہ دیتا ہے اور ان کی نصرت فرماتا ہے۔

يا ايها النبي حرض المؤمنين على القتال (پ ۱۰۔ الانفال: ۶۵)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا سب سے اچھا آدمی کون ہے؟ فرمایا، وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو۔ پوچھا پھر کون؟ ارشاد ہوا ہر وہ مومن جو کسی گھائی میں رہ کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر و فساد سے بچائے ہوئے ہے۔ (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا سب سے افضل شخص وہ ہے جو اپنے مال اور جان سے جہاد میں بھرپور حصہ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو انہیں میں سے بنائے۔ آمین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه مات على شعبة من نفاق (صحیح مسلم)

جو شخص اس حالت میں مرا ہو کہ اس نے نہ تو (عملاً) جہاد کیا اور نہ ہی جہاد کرنے کا خیال اس کے دل میں گزرا تو وہ ایک قسم کے نفاق (منافقت) پر مرا۔

اس ارشاد نبوی کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان پر لازم ہے کہ دین کی سرفرازی و سر بلندی کیلئے جہاد کرے اور اگر جہاد کرنے سے کوئی شرعی عذر مانع ہو تو کم از کم یہ عزم و ارادہ ضرور رکھے کہ میں موقع پا کر ضرور جہاد کروں گا اور جو شخص ان دونوں باتوں سے محروم ہو تو ایسے شخص کی موت اس منافق کی موت کے مشابہ ہے جو مال و جان اور عزیز و اقارب کی فکر میں اسلامی جہاد سے کنارہ کش رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے دوسری روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من لقي الله بغير اثر من جهاد لقي الله وفيه ثلحة (ترمذی ابن ماجہ)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کے جسم پر جہاد کا کوئی نشان نہ ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس میں کمی ہوگی۔

اس حدیث کا مفہوم یہ کہ جس شخص نے جہاد کا کوئی شعبہ بھی اختیار نہ کیا ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان، مال، وقت میں سے کوئی چیز بھی صرف نہ کی ہو تو ایسا شخص مرنے کے بعد ناقص دین لے کر بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہوگا کیونکہ دین کی تکمیل جہاد سے ہوتی ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ جس نے نہ تو خود جہاد کیا اور نہ کسی مجاہد کا سامان درست کیا اور نہ کسی مجاہد کے گھروالوں سے بھلائی کی تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے پہلے اسے کسی سخت مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔

مجاہدین کیلئے اجر و ثواب

یہ نہ سمجھا جائے کہ جہاد کرنے والوں کیلئے کوئی صلہ نہیں بلکہ ان مجاہدین کیلئے رب کریم نے بڑا اجر و ثواب رکھا ہے۔

وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتِلُوا وَقَاتِلُوا لَا كُفْرَنَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَنَهُمْ جَنَّتِ تَجْرِي

من تحتها الأنهر ثوابا من عند الله والله عنده حسن الثواب (پ ۴۔ آل عمران: ۱۹۵)

اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اُتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا

جن کے نیچے نہریں رواں۔ اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔

اس کا مطلب شہید برائے راست سیدھا جنت میں جائے گا۔

وَمَنْ يقاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (پ ۵۔ النساء: ۷۴)

اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔

شہید اور غازی دونوں کیلئے اللہ رب کریم کے پاس بڑا اجر و ثواب ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقُعْدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرِ أُولَى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

بأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقُعْدِينَ دَرَجَةً

وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقُعْدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا

دَرَجَتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (پ ۵۔ النساء: ۹۵)

برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا (ہے)۔

اور اللہ تعالیٰ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا (ہے)۔ اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر

بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے اُس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جب مسلمانوں پر جہاد فرض ہوا تو منافقین بے چین ہو گئے کیونکہ ان پر جہاد بجلی بن کر آیا تھا۔ وہ جہاد کو بارگراں سمجھتے تھے اور بار بار جہاد سے اظہار نفرت کرتے تھے۔ جہاد کی اپنے اپنے انداز سے مخالفت کرتے تھے۔ منافقین کا جہاد سے منہ پھیرنا واضح ہو گیا بلکہ جہاد فرض ہونے کے بعد منافقین واضح ہو گئے۔

جہاد کے وقت منافقین کی کیفیت کیا تھی قرآن شریف کی زبانی پڑھئے:-

(ترجمہ) اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہ اُتاری گئی پھر جب کوئی پختہ سورت اُتاری گئی اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا تو تم دیکھو گے انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے (یعنی منافقین) کہ تمہاری طرف (پریشان ہو کر) اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں جس پر مَرونی چھائی ہو تو ان کے حق میں بہتر یہ تھا کہ فرمانبرداری کرتے اور اچھی بات کہتے پھر جب حکم ناطق ہو چکا (جہاد فرض کر دیا گیا) تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو ان کا بھلا تھا۔ (پ ۲۶- محمد: ۲۱، ۲۰)

(ترجمہ) اگر باز نہ آئے منافق (اپنے نفاق سے) اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ دیں گے (اور تمہیں ان پر مسلط کریں گے) پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن۔ پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں گے پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں۔ (پ ۲۲- الاحزاب: ۶۱)

منافقین کے چہروں پر داڑھیاں بھی تھیں، نماز بھی پڑھتے تھے، مسجد نبوی کے مقابلہ میں مسجد بھی بنائی تھی اور اس مسجد ضرار میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی آرزو بھی رکھتے تھے لیکن خدا نے ان کے سارے پروگرام اور پلاننگ کو نیست و نابود کر دیا اور مسجد کو جلایا گیا۔ دیکھئے دسواں پارہ التوبہ، آیت: ۱۰۷۔ اس کے علاوہ سورہ منافقون پڑھ کر دیکھیں کلمہ شریف پڑھتے تھے لیکن قرآن فرما رہا ہے کہ ان کے ظاہری اعمال کو کیا کیا جائے ان کے دل پلید ہیں اندر میں نفاق رکھتے ہیں، نیت کے گندے ہیں۔ دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغض رکھتے ہیں انکے اعمال کی بنیاد خیر پر نہیں شر پر ہے۔ کلمہ پڑھتے ہیں لیکن دل سے نہیں۔ اور آجکل پھر ایسے منافقین ہیں جو بظاہر 'مسکین صورت' ہیں لیکن حقیقت میں 'یزید سیرت' کے حامی ہوتے ہیں اور ان کے قلوب بھی بغض و نفرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھرے ہوئے ہیں اور یاد رکھئے ان کے کسی بھی کام کی بنیاد خیر پر نہیں شر پر ہے۔

المدد یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور المدد یا غوث اعظم دستگیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پکارو تو انہیں شرک نظر آتا ہے اور ان کے چہرے کے تاثرات بتاتے ہیں کہ ان کے دلوں میں بغض رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجود و موجزن ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد اور سختی کا حکم صادر فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا وَاهِمُ الْجَهَنَّمُ وَبُئْسَ الْمَصِيرُ

اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو

اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ہے۔ (پ ۱۰۔ التوبہ: ۷۳)

یہاں کفار سے مراد حربی کفار ہیں اور کفار سے جہاد تلوار سے ہے۔ منافقین سے جہاد زبانی سختی اور قوی دلائل سے۔ مسلمان پر نرم ہونا کافروں پر سخت ہونا مومن کی پہچان ہے۔ حضرت عطا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے (کفار سے) تمام نرمی کرنے کی آیات منسوخ ہو گئیں۔ (تفسیر روح البیان) اس سے معلوم ہوا کہ کھلے کافر اور منافق دوزخی ہونے میں برابر ہیں اگرچہ دنیا میں ان کے احکام مختلف ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

جہاد میں اللہ کریم کو یاد کرو

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مجاہدین اسلام کو فرماتا ہے کہ میدان جنگ میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کیجئے اور اسی میں کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (پ ۱۰۔ الانفال: ۴۵)

اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

معلوم ہوا کہ مسلمان کو ہر حال میں لازم ہے کہ وہ اپنے قلب و زبان کو ذکر الہی میں مشغول رکھے اور کسی سختی و پریشانی میں بھی اس سے غافل نہ ہو۔ (خزان العرفان) میدان جہاد میں خود پسندی خود نمائی کی ضرورت نہیں اور جہاد کے جوش میں نماز روزے (اگر رمضان ہو) ذکر شریف درود شریف سے روگردانی نہیں کرنی چاہئے بلکہ جہاد کے ساتھ رب کریم و پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل پیرا ہونا چاہئے اور اسی میں کامیابی و کامرانی ہے۔

لفظ کثیر آیا ہے جس کا مطلب ہے کہ نماز کے علاوہ بھی رب کریم کو یاد کیا جائے۔ ہر وقت اس کا مالک کی طرف دھیان رہے ہر وقت اس کی حمد و ثنا ہو، ہر وقت اسکے شکرانے ادا کئے جائیں کہ ہمیں جہاد جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عظیم جماعت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نسبت مبارک نصیب ہوئی۔ اللہ کریم کی عنایت خاص ہے، محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ ہے کہ آج ہم کفار کے مد مقابل ہیں اور اللہ عز وجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر ہم آج اس مقام عظیم پر ہیں۔

محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جہاد کے نظارے سامنے رہیں تاکہ وہ اخلاق و اخلاص کی دولت میسر ہو سکے جو وقت بھی ملے نماز تلاوت کے علاوہ اللہ عز وجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر میں دل و زبان مصروف رہیں۔ جہاد کے وقت بھی لا الہ الا اللہ کا ورد اور درود و سلام کے نغمے زبان پر جاری ہوں تاکہ یہ کیفیت طاری ہو۔ بقول شاعر۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

مجاہدین لشکرِ اسلام کو چاہئے کہ کفار کے کثیر تعداد اور جدید ہتھیاروں کو دیکھ کر ان سے گھبراہٹ محسوس نہ کریں اسلئے کہ اصل کامیابی مسلمانوں کی ہے کیونکہ مسلمان دونوں طرح کے فائدے میں ہیں، غازی کی صورت میں بھی اور شہید کی صورت میں بھی۔ اس لئے کہ زندگی کا اصل مقصد اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا ہے اور مجاہدین لشکرِ اسلام اس رضا کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ اس لئے مجاہدین ہر صورت میں کامیاب ہیں۔

فلا تهنوا وتدعوا الى السلم وانتم الاعلون والله معكم ولن يتركم اعمالكم (پ ۲۶- محمد: ۳۵)

تو تم سستی نہ کرو (یعنی دشمن کے مقابل میں کمزوری نہ کھاؤ) اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ اور تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہر گز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ دے گا (یعنی تمہیں اعمال کا پورا پورا اجر عطا فرمایا گیا)۔

شہید کا معنی اور اس کی اقسام

شہید کا معنی

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

الشہید فعیل بمعنی الفاعل وهو الذی یشہد بصلۃ دین اللہ تارة بالحجة والبيان واخرى بالسيف والسنان ويقال للمقتول في سبيل الله شهيد من حيث انه بذل نفسه في نصرۃ دين الله وشهادته له بانه هو الحق (تفسیر کبیر، جلد ۳ صفحہ ۲۶۲)

شہید بر وزن فعل بمعنی فاعل ہے اور شہید وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی صحت و صداقت کی کبھی تو دلیل و برہان اور قوت بیان سے اور کبھی شمشیر و سنان سے شہادت دے اور اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے کو بھی اسی مناسبت سے شہید کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی جان قربان کر کے اللہ کے دین کی حقانیت کی شہادت دیتا ہے۔

شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی وہ خوش قسمت ہیں مل جائے جنہیں دولت شہادت کی۔

شہید اس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں زمین پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں۔

یہ شہادت ایک سبق ہے حق پرستی کیلئے اک ستون روشنی ہے بحر ہستی کیلئے۔

شہید کی دنیا میں واپس لوٹنے کی خواہش

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تمہیں کوئی آدمی ایسا نہیں ملے گا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد اس دنیا میں پھر واپس آنے کی خواہش رکھتا ہو، سوا شہید کے کہ وہ جنت کی نعمتوں اور لذتوں سے ہمکنار ہونے کے بعد بھی اس خواہش کا اظہار کرے گا کہ اسے دنیا میں دسوں بار لوٹا دیا جائے تاکہ بار بار شہادت کی نعمت سے سرفراز ہونے کا اسے موقع ملے۔ اس کے بعد دل میں یہ آرزو شہادت کے اس صلے کی وجہ سے پیدا ہوگی جو جنت میں اسے ہر طرف نظر آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

WWW.NAFSEISLAM.COM

شہادت کی قسمیں

شہادت جہری اور شہادت سری یعنی اعلانیہ اور پوشیدہ۔ شہادت جہری یہ کہ ایک مسلمان اللہ کی راہ میں اعلان کلمۃ اللہ کیلئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے لڑتا ہو اور طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتا ہو اعلانیہ جان دے دے یا مظلومانہ طور پر قتل ہو جائے اور شہادت سری یہ ہے کہ کسی کے زہر دینے سے یا طاعون کی وبا سے یا اچانک کسی حادثہ کا شکار ہو جائے مثلاً کوئی عمارت گر جائے اور یہ نیچے آ کر دب جائے یا کہیں آگ لگ جائے اور یہ جل جائے، یا تیرتا اور نہاتا ہو، یا سیلاب کی وجہ سے ڈوب جائے یا طلب علم دین یا سفر حج یا سفر تجارت یا پیٹ اور سل اور دق کے مرض میں انتقال کر جائے اور حالت نفاس میں مر جائے۔

فتح دین اسلام - شکست کفار مجاہدو! بڑھے چلو

نقیب صبح جاوداں اے غازیو! بڑھے چلو
چٹان راہ میں پڑے تو اس کو توڑ پھوڑ دو
سحر بہت قریب ہے مجاہدو! بڑھے چلو
عدو کی کیا مجال ہے تمہارے آگے آسکے
نقیب صبح جاوداں اے غازیو! بڑھے چلو
تمہاری ضربِ اِلا اللہ کی کون تاب لاسکے
سحر بہت قریب ہے مجاہدو! بڑھے چلو
ہمارا عزم ہے بلند حوصلہ جوان ہے
قدم قدم ہو گلستان تم ایسے راہ نور ہو
افق کی روشنی طلوع صبح کا نشان ہے
یہ کہکشاں فلک پہ تیری راستے کی گرد ہو
شہید کی جو مت ہے وہ ہے دوام زندگی
نقیب صبح جاوداں اے غازیو! بڑھے چلو
یہی ہے ملک و قوم کیلئے پیام زندگی
سحر بہت قریب ہے مجاہدو! بڑھے چلو

جو مسلمان کفار سے برسرِ پیکار اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا حاصل کروں اور انہی کی رضا میں اپنی قیمتی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ اس کا اللہ کریم کے پاس بہت بلند مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يَقْتُل فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِن لَّا تَشْعُرُونَ (پ ۲۔ البقرہ: ۱۵۴)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (پ ۴۔ آل عمران: ۱۶۹، ۱۷۱)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔ خوش ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔ اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے (اور دنیا میں وہ ایمان و تقویٰ پر ہیں جب شہید ہوں گے ان کے ساتھ ملیں گے) کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔ خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا۔

شہداء زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں

حیات روح و جسم دونوں کیلئے ہے۔ علماء نے فرمایا کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی اور زمانہ صحابہ میں اور اسکے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تروتازہ پائے گئے (تفسیر خازن) انہیں راحتیں دی جاتی ہیں ان کے عمل جاری رہتے ہیں اجر و ثواب بڑھتا رہتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روہیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہداء کو اپنے فضل و کرامت اور انعام و احسان سے موت کے بعد حیات دی اپنا مقرب بنایا جنت کا رزق اور اس کی نعمتیں عطا فرمائیں اور ان منازل کے حاصل کرنے کیلئے توفیق شہادت دی۔

حدیث میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کسی (مسلمان) کو راہِ خدا میں زخم لگا وہ روزِ قیامت ویسا ہی آئے گا جیسا زخم لگنے کے وقت تھا اس کے خون میں خوشبو مشک کی ہوگی اور رنگ خون کا۔ (بخاری و مسلم)

ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے۔ شہید قتل سے تکلیف نہیں ہوتی مگر ایسی جیسی کسی کو ایک خراش لگے۔

حدیث میں ہے، شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔ (صحیح مسلم۔ تفسیر خزائن العرفان ۲۹-۹۲)

وَالَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ (پ ۲۶- محمد: ۴۰)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، اللہ تعالیٰ ہرگز ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا (یعنی ان کے اعمال کا ثواب پورا پورا دے گا)۔

اسلامی جہاد خونریزی و غارت گری کی کوئی منظم اسکیم نہیں ہے بلکہ ساری دنیا کو دنیا کے خالق و مالک کے اقتدار اعلیٰ کے تحت لانے کی عظیم الشان تحریک اور جدوجہد کا نام ہے۔ غیر اللہ کی بندگی کا قلاوہ اتار کر صرف اللہ کی بندگی فرد سے جمعیت تک خانگی معاملات سے امور سلطنت تک ہر ایک جگہ قوانین الہیہ کے نفاذ کا نام ہے۔

دنیا کے تمام غیر خدائی قوانین چونکہ انسانوں کے خود ساختہ ہیں اس لئے ان کے ذریعہ انسان، انسان کی چہرہ دستیوں سے محفوظ و مامون نہیں رہ سکتا۔ ہر بڑی مچھلی چھوٹی کونگل جانے کی فکر میں رہتی ہے۔ دنیا میں اقتدار اور حکومت و سلطنت حاصل کر لینے والے جب اللہ تعالیٰ کے قوانین کی پابندیوں سے آزاد ہوتے ہیں تو ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ ظلم ان کا شیوہ بن جاتا ہے، جور و ستم ان کی سرشت ہو جاتی ہے۔ ایسے سارے نظام ہائے ملکی و سماجی کو ختم کر کے محض خدا کا قانون نافذ کرنے کرانے کی کوشش کو جہاد کہتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنْ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو جائے۔ پھر اس کے بعد وہ باز آجائیں

تو ان کے اوپر زیادتی نہ کرو۔ ہاں ظالموں پر زیادتی گناہ نہیں۔ (پ ۲۔ البقرہ: ۱۹۳)

نظام اسلام کو نافذ کرنے والی تحریکوں کو دبانا اور جو لوگ اسلام کے حقیقی خیر خواہ ہیں انہیں کمزور کرنا عظیم فتنہ ہے۔ صالحین کی زندگیوں سے دنیا میں صالحیت کا فروغ ہوتا ہے اور بدکاریوں کی ترقی سے بدکاریاں پھیلتی ہیں۔ لہذا ہر رکاوٹ جو اسلامی نظام اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفاذ میں رکاوٹ بنے وہ فتنہ ہے اور فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہے۔

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (پ ۲۔ البقرہ: ۲۱۷)

اور فتنہ قتل سے بڑا جرم ہے۔

ان تمام رکاوٹوں کو جو عالم پر رحمت ربانی کی بارش میں رکاوٹ بن رہے ہیں، دور کرنا مسلمانان عالم کا اہم ذمہ ہے۔

(اسلام اور امن عالم ۱۳۲)

دورِ حاضر کے مجاہدین 'الشکر اسلام' جہاد کی تیاری میں اور شوقِ جہاد میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حکایات اور ان کے واقعات کو مشعلِ راہ بنائیں۔ اس مختصر رسالہ میں ان تمام کا احاطہ ممکن نہیں لہذا ان میں سے چند ایمان افروز واقعات پیش خدمت ہیں۔ انہیں دل کی گہرائیوں سے مطالعہ کریں اور اپنے قلوب میں ایمان کی مٹھاس کو محسوس کریں۔

صحابی رسول حضرت حظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی ہو گئی پہلی رات تھی گھر میں تھے آرام کر رہے تھے کہ کمرے میں مدینے کی گلیوں سے آواز آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کر دیا گیا شہید کر دیا گیا اب یہ جو آواز آئی ابھی اپنے کمرے میں ہیں مکان میں اپنی بیوی کے پاس ہیں آپ فوراً باہر آئے کہ کیسی آواز آئی یہ کیسی خبر آئی، لوگوں سے معلوم کیا اور اسی حال میں اُحد پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے

جذبہ جہاد دیکھئے! آپ جب وہاں پہنچے رات کا وقت تھا معرکہ کارزار گرم تھا، مکہ کے کافروں نے میدانِ اُحد میں مسلمانوں پر شبِ خون مارا ہوا تھا۔ یہ نوجوان صحابی حضرت حظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی کی، ماں کی، گھر کی، شبِ زفاف کی، شبِ عروسی کی پرواہ کئے بغیر میدانِ کارزار میں کود پڑے، آنے کے ساتھ ہی لڑائی شروع کر دی۔

بعض صحابہ کرام نے دیکھا کہ ایک نوجوان اچانک میدان میں داخل ہوا اور ایک دم لڑائی شروع کر دی، صحابہ کرام پہچان گئے۔ صبح ہوئی لڑائی ختم ہوئی دشمن بھی بھاگ گئے اور مسلمان لاشوں کو شمار کرنے لگے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے اندھیرے میں حظلہ آگئے تھے مصروفِ جہاد تھے اب ان کی لاش نہیں مل رہی ہے۔ اللہ اللہ! بخاری شریف میں آتا ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا حظلہ کو غسل دیا جا رہا ہے۔ آپ کا لقب غسیل الملائکہ ہے۔

حظلہ وہ صحابی تھے جن کو فرشتے غسل دے رہے تھے اس لئے کہ گھر سے نکل کر وہ میدانِ جنگ کی طرف آئے تھے تو غسل کئے بغیر چلے آئے تھے۔ اب شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گئے فرشتے غسل دے رہے تھے۔ سبحان اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اپنی زندگی ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے کہ جب موقع ملے اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہو تو جان کا نذرانہ پیش کر دیں۔ صحابہ کی اس سے بڑھ کر دین کیلئے خدمت اور کیا ہوگی۔ یہی جذبہ تھا نوجوانوں میں، یہی جذبہ تھا بوڑھوں میں، یہی جذبہ تھا ہر اس شخص میں جس نے اپنے آپ کو دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وابستہ کر دیا تھا۔

اسلامی تاریخ کا یہ اہم غزوہ بھی اسی سال ۹ ہجری کو پیش آیا۔ رجب شریف ۹ ہجری میں ہرقل بادشاہ روم نے چالیس ہزار رومیوں کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ کا پروگرام بنالیا۔ کچھ لوگوں کی طرف سے اسے بتایا گیا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے۔ لوگ بددل ہیں، فاقوں سے پریشان ہیں۔ اگر ان دنوں حملہ کر دیا جائے تو فتح ہو سکتی ہے۔ (فتح الباری، ج ۸ ص ۸۵)

ہرقل نے اس کام کیلئے فوج کو سال بھر کی تنخواہیں پیشگی تقسیم کر دی تھیں۔ (طبقات ابن سعد، ج ۲ ص ۱۹۹)

ایک شامی تاجر نے یہ خبر پہنچائی تھی کہ ہرقل آرہا ہے اس (خبر واحد) پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو مقابلہ کیلئے تیاری کا حکم دیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ تبوک کی سرحد پر پہنچ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ گرمی کا موسم، لمبا سفر، بے سرو سامانی، فقر و فاقہ کی آزمائش۔ ایسے نازک موقع پر جنگ کا حکم دینا معمولی کام نہ تھا۔ منافقین گھبرا گئے کہ پردہ اٹھ جائے گا اور ان کا رازل کھل جائے گا۔ لوگوں کو بہکانا شروع کیا۔ لا تنفرو فی الحر گرمی میں مت نکلو ایمانداروں نے دل و جان سے حکم مانا۔ سراپا نیاز بن گئے مالی جانی قربانیوں سے گریز نہ کرنے کا عہد کر لیا۔ سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کا سارا مال دربار رسالت میں پیش کر دیا جس کی مالیت چار ہزار درہم کے لگ بھگ تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو نے کچھ اپنے گھر والوں کیلئے بھی چھوڑا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ان کیلئے خدا اور مصطفیٰ کو چھوڑا ہے۔ (سبل الہدیٰ، ج ۵ ص ۶۲۸)

مناسب سمجھتا ہوں کہ اس جگہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کے اس سلسلہ میں جذبات محبت عرض کر دوں۔

جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
ہر چیز جس سے چشم و جہاں میں ہو اعتبار
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار
اے تیری ذات باعث تکوین روزگار
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آگیا
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
بولے حضور چاہئے فکر عیال بھی
اے تجھ سے دیدہ مہ و انجم فروغ گیر
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

آپ کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے پورے گھر کا آدھا حصہ دربار میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے وہ ہی سوال فرمایا جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہا تو نے گھر والوں کیلئے کچھ رکھا ہے؟ عرض کی حضور! آدھا یہاں پیش کر دیا، آدھا گھر والوں کیلئے رکھ آیا ہوں۔ اس دن فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی میدان میں آگے نہیں جاسکتے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو سو اوقیہ چاندی دربار رسالت میں پیش کی۔ باقی گھر کا آدھا سامان گھر کیلئے رکھا اور دوسرا آدھا جہاد کی ضروریات کیلئے پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعا فرمائی، اللہ تجھے اس مال میں برکت دے جو تو نے رکھا اور جو تو نے خرچ کیا۔

دعا کی برکت

اس موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے جو مال میں برکت کیلئے دعا فرمائی۔ اس کا اندازہ آپ درج ذیل سطور سے کر سکیں گے۔

- ☆ چار ہزار درہم ایک مرتبہ خرچ کئے۔
- ☆ چالیس دینار پھر دوبارہ خرچ کئے۔
- ☆ پانچ سو گھوڑے پھر ایک مرتبہ اللہ کی راہ میں دیئے۔
- ☆ آپ نے ۴۱ ہجری میں وفات سے قبل وصیت کی کہ ان کے مال سے پچاس ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کئے جائیں۔
- ☆ ہر بدری کو جو اس وقت موجود تھے چار سو دینار دینے کی وصیت کی۔
- ☆ ایک ہزار گھوڑے مجاہدین اسلام کو دینے کی وصیت کی۔
- ☆ ان وصیتوں کے بعد اتنا سونا بچا کہ کلہاڑوں سے کاٹا گیا تھا۔
- ☆ آپ کی ہر بیوی کے حصہ میں اتنی ہزار دینار آیا۔ بیویاں چار تھیں۔ (اسد الغابہ، ج ۲ ص ۴۸۵)

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور ستر و سق کھجوریں پیش کیں۔ سق وہ وزن ہے جسے اونٹ پر لاداجاتا ہے۔ (زرقاتی، ج ۳ ص ۶۴)

اس کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ آپ نے دس ہزار مجاہدین کیلئے اسلحہ زرہیں، سواریاں مہیا کیں۔ بروایات دیگر ساز و سامان سے لدے ہوئے تین سواونٹ اور ایک ہزار دینار پیش کئے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس فیاضی کو دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ ایک روایت جسے امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار دینار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن میں ڈال دیئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوشی کے عالم میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے یہ دعا فرمائی، اے اللہ! تو عثمان سے راضی ہو جا میں اس سے راضی ہوں۔ (فتح الباری، ج ۷ ص ۲۳) پھر یہ دعا فرمائی، اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔ اس دولت پر جو تو نے مخفی رکھی اور جس کا تو نے اعلان کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ عثمان کو کوئی پرواہ نہیں کہ آج کے بعد وہ کوئی عمل کرے۔ (زرقاتی، ج ۳ ص ۶۴)

خواتین کیلئے ایثار کا یہ عالم تھا کہ مجاہدین کیلئے ہر قسم کا زیور جو پہنے ہوئے تھیں۔ انگوٹھیاں، گوشوارے (بالیاں) پازیب، گلوبند، سونے کے کڑے بارگاہ رسالت میں پیش کر رہی تھیں۔ جن صحابہ کو سواری میسر نہ آسکی اور وہ ساتھ چلنے سے معذور تھے تو اس صدمہ پر ان کے بے ساختہ آنسو بہہ رہے تھے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن مقدس نے فرمایا:

وَاعْيَنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ (پ ۱۰۔ التوبہ: ۹۲)

اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں۔ اس غم میں کہ ان کے پاس کوئی چیز نہیں کہ جسے خرچ کر سکیں۔

حضرت عبدالرحمن بن کعب اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما کو روتے ہوئے یا مین النضری نے دیکھا تو رونے کا سبب پوچھا انہوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی تھی کوئی سواری مہیا ہو جائے تو ہم بھی تبوک ساتھ چلیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معذرت فرمائی کہ اب سواری نہیں۔ اس محرومی پر رو رہا ہوں۔ حضرت یا مین بن عمر نضری نے انہیں اونٹ خرید کر دیا ساتھ زادِ راہ بھی دیا کہ غزوہ میں شریک ہوں۔ اسی طرح سے غزوہ میں شریک نہ ہو سکنے والوں میں یہ نام سرفہرست ہیں۔ عرباض بن ساریہ فزاری، ہرمی بن عبداللہ، عبداللہ بن مغفل، عمر بن حمام، سالم بن عمیر، علیہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خلوص کی قدر و منزلت

اسی غزوہ تبوک کے موقع پر جہاں صحابہ نے بے پناہ مالی تعاون پیش کیا۔ وہاں پر صحابہ کے خلوص کی قدر بھی اجاگر ہوتی ہے۔ حضرت ابو عقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاد کیلئے لوگوں کو مال پیش کرنے کی تلقین کی ہے تو آپ نے گھر پر نظر ڈالی کہ کچھ ہو تو پیش کریں مگر کوئی چیز پیش کرنے کیلئے نظر نہ آئی۔ ایک یہودی سے طے ہوا کہ اس کے باغ کو ڈول سے پانی دینگے اور وہ جو کچھ دیگا دربار رسالت میں پیش کرینگے۔ رات بھر کی محنت کا پھل صبح کو دوسیر کھجوروں کی شکل میں ملا۔ ایک سیر کھجوریں گھر کیلئے رکھ لیں اور ایک سیر دربار رسالت میں لے گئے۔ آپ نے ان کی محنت، ہمت، وارفتگی پر نگاہ فرماتے ہوئے ان کے خلوص کی حوصلہ افزائی کی اور فرمایا، ابو عقیل سے یہ کھجوریں لے لو اور جتنے ڈھیر پڑے ہیں سبھی پر ایک ایک دانہ رکھ دو۔ اللہ تعالیٰ ابو عقیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے خلوص کی برکت سے ان تمام صدقات کو قبول فرمائے گا۔ (رحمۃ اللعالمین، ج ۱ ص ۱۳۶)

مذاق اُڑانے والوں کیلئے عذاب

اس غزوہ میں جہاں جاں نثاروں کی کمی نہیں وہاں دشمنان اسلام بھی دکھائی دیتے ہیں۔ جو غریب مسلمانوں کی معمولی سی اعانت پر استہزاء کرتے کہ تیری اس دولت کی خدا کو کیا ضروری تھی یہ چند سیر کھجوریں نہ بھی لاتا تو کون سا فرق آ رہا تھا۔ اگر کوئی صحابی مال زیادہ پیش کرتا ہے تو اس پر ریا کا الزام لگا دیتے۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جَهْدَهُم

فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (پ ۱۰- التوبہ: ۷۹)

جو لوگ خوشی خوشی خیرات کرنے والے مومنین پر ریاکاری کا الزام لگاتے ہیں اور نادار لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں

اللہ تعالیٰ انہیں اس مذاق کی سزا دے گا اور ایسے لوگوں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

قرآن مجید میں مالی جہاد کا ذکر جانی جہاد سے زیادہ مقدم آیا ہے اس کی وجہ ظاہر یہ کہ محاذ جنگ پر جانا اور جسمانی جہاد میں شریک ہونا ہر ایک کا کام نہیں ہے (عورتیں بوڑھے اور بچے بچیاں اور معذوروں کی بھی خاصی تعداد موجود ہے) لیکن مالی جہاد میں حسبِ مقدور حصہ لینا ہر ایک کیلئے آسان ہوتا ہے اس لئے مالی جہاد کا دائرہ وسیع ہے (دین کی اشاعت مدارس کی تعمیر و ترقی بھی جہاد ہے جو کہ مال سے سرانجام دیا جائے گا)۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ قتال کی ضرورت کبھی کبھی پیش آتی ہے اور مالی جہاد کی ضرورت مسلسل موجود رہتی ہے۔

جہاں ایک قسم 'لسانی جہاد' بھی ہے اور وہ ہے دلائل و براہین سے حق ثابت کرنا۔ باطل کے تمام شکوک و شبہات اپنی بیانی و استدلالی قوت سے زائل کرنا لوگوں کو وعظ و نصیحت اور ترغیب و تحریر سے جہاد پر آمادہ کرنا۔ چنانچہ ایک حدیث میں مالی و جانی جہاد کے ساتھ ساتھ لسانی (زبانی) جہاد کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم، شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جاهدوا المشرکین باموالکم وانفسکم السننکم (البوداؤد، نسائی)

مشرکوں سے اپنے مال، جان اور زبان سے جہاد کرو۔

اور قلمی جہاد بھی لسانی جہاد کے حکم میں ہے کہ عام حالات میں تحریر و تقریر سے زیادہ مؤثر اور پائیدار ثابت ہوا کرتی ہے۔ کتاب اللہ میں لسانی اور قلمی جہاد کو 'جہاد بالقرآن' (قرآن کے ذریعے جہاد کرنا) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشادِ بانی ہے:

فلا تطع الکفرین وجاهدہم بہ جہادا کبیرا (پ ۱۹۔ الفرقان: ۵۲)

کفار کے کہنے میں مت آئیے اور ان سے قرآن کے ساتھ بڑا جہاد کیجئے۔

مالی جہاد، لسانی جہاد اور قلمی جہاد کی اہمیت اپنی اپنی جگہ پر اہم ہے۔ مخیر حضرات مالی جہاد میں بھرپور کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع فراہم کیا ہے۔

لسانی و قلمی جہاد کے شعبے میں علمائے اہلسنت کا کردار نمایاں ہے۔ تاریخ سے یہ بات واضح ہے کہ علمائے اہلسنت نے وعظ و تقریر کے ذریعے حق کا آواز بلند کیا ہے باطل کے خلاف بھرپور کردار ادا کیا ہے اور جہاد کیلئے عوام الناس کو تیار کیا ہے اور اہل قلم علمائے اہلسنت نے بھی بلند پایہ علمی شہ پاروں سے امت مسلمہ کو نوازا ہے۔ اس طرح ہماری تاریخ روشن تاریخ ہے۔

جہاد احادیث کی روشنی میں

قرآن مجید کی چند آیاتِ کریمہ سے جہاد بالسیف اور جہاد بالمال کی اہمیت واضح ہوئی۔ جہاد اسلامی فرائض میں سے ایک بہت اہم فریضہ اور اسلام کے جسم کا روان دواں خون ہے۔ اسلام کا غلبہ و اقتدار اور اس کی شان و شوکت کا ضامن یہی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ قرآن مجید کی عملی تفسیر و تشریح ہے۔ اب مستند احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے کہ جہاد کے بارے میں سرکارِ دو عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات کیا ہیں اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ کیا ہے۔

میدانِ جہاد میں جنت کا راستہ

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل روایت کا پہلا حصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابیوں کیساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر میدانِ بدر پہنچے تو مشرکوں کا لشکر نظر آنے پر مسلمانوں سے ارشاد فرمایا، تم لوگ جنت کے راستے پر صف بستہ ہو جاؤ وہاں وہ جنت جس کی وسعتیں زمین و آسمان کے برابر ہیں۔ (مسلم)

WWW.NAFSEISLAM.COM

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہادت کا شوق

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں (لڑ کر) مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

مجاہد کی خدمت بھی جہاد ہے

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی مجاہد کا سامان درست کیا اس نے گویا خود جہاد کیا۔ جس شخص نے جہاد کرنے والے کے اہل و عیال کی خبر گیری کی اس نے گویا خود جہاد کیا۔ (بخاری و مسلم)

راہِ خدا میں نکلنے والے کو ایک نماز ادا پر اُنچاس کروڑ نمازوں کا ثواب

راہِ خدا میں نکلنے والے کو ایک نماز ادا کرنے پر اُنچاس کروڑ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ اس بارے میں کوئی ایسی حدیث ہنوز میری نظر سے نہیں گزری جس میں صراحۃً یہ الفاظ موجود ہوں۔ البتہ دو حدیثوں کو ملا کر یہ حساب نکالا ہے۔ ایک حدیث مبارک میں ہے کہ راہِ خدا میں نکل کر خرچ کرنے والے کو ایک درہم کے بدلے ساتھ لاکھ درہم کا ثواب ملتا ہے اور دوسری حدیث مبارک میں ہے کہ راہِ خدا میں نکل کر نماز، روزوں اور ذکر اللہ کا ثواب راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے سات سو گنا ملتا ہے سات لاکھ کو سات سو سے ضرب دیں تو حاصل ضرب اُنچاس کروڑ آتا ہے۔ اب دونوں احادیث مبارکہ متن بمع حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من ارسل بنفقة في سبيل الله واقام في بيته فله بكل درهم سبع مائة درهم ومن غزى بنفسه في سبيل الله وانفق في وجه ذاك فله بكل درهم سبع مائة الف درهم ثم تلى هذه الآية (والله يضاعف لمن يشاء) (پ۳۔ البقرہ: ۲۶۱)۔ (سنن ابن ماجہ، ص ۱۹۸)

جو راہِ خدا میں مال بھیجے اور خود گھر بیٹھا رہے تو اس کیلئے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ہیں اور جو راہِ خدا میں خرچ بھی کرے تو اسے ایک درہم کے بدلے ساتھ لاکھ درہم کا ثواب ملے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی 'اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کیلئے چاہے۔'

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان الصلوة والصيام والذكر يضاعف على النفقة في سبيل الله عزوجل بسبع مائة ضعف (البوداؤد، ج ۱ ص ۳۳۸)

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بے شک (راہِ خدا میں) نماز اور روزوں اور ذکر کا ثواب راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے سات سو گنا زیادہ ہے۔

مکتوب گرامی

فاضل جلیل استاذ العلماء حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی

ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ ٹرسٹ، فیڈرل بی ایریا، کراچی

مخدوم و محترم فاضل نوجوان محقق ذیشان حضرت صاحبزادہ سید محمد زین العابدین صاحب راشدی زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون و دعائے مقرون کے معلوم ہوا کہ آپ کی ارسال کردہ کتاب 'قاسم ولایت' موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء
یاد آوری اور کرم فرمائی کا شکریہ۔

محترم! آپ جس میدان تصنیف و تالیف میں کام کر رہے ہیں وہ قابل ستائش ہے۔ اگرچہ آج سے پندرہ بیس سال قبل یہ میدان
بظاہر خالی تھا لیکن مجاہد تعالیٰ درس و تدریس، تبلیغ و تقریر کے علاوہ ہمارے علمائے کرام و دانش وران کرام اور آپ جیسے محققین
حضرات نے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ اگرچہ ابھی بھی احقر مطمئن نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی غنیمت ہے اور وہ اس لئے عرض کر رہا ہے کہ
نہ صرف علمائے اہل سنت اور محققان دیدور کو مختلف مسائل پر لکھنا چاہیے بلکہ ملکی حالات حاضرہ اور بین الاقوامی مسائل کے علاوہ
'جہاد کی اہمیت' پر بھی کام ہونا چاہئے۔

والسلام مع الاکرام

جمیل احمد نعیمی

استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات

دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

۱۱ اپریل ۲۰۰۲ء

مجاہد کیلئے جنت واجب ہے

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، جہاد فی سبیل اللہ میں تمہاری شرکت گھر میں ستر برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو مغفرت کاملہ سے نوازے اور تم کو جنت میں داخل کر دے؟ تم خدا کی راہ میں جنگ کرو۔ جو شخص تھوڑی سی دیر بھی اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ترمذی)

شہادت کی عظمت اور ثواب

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس خیال کی بناء پر دنیا میں واپس جانا پسند نہیں کرے گا کہ زمین پر جو کچھ ہے اسے پھر مل جائیگا۔ مگر شہید یہ آرزو کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس جائے اور دس بار قتل کیا جائے کیونکہ وہ شہادت کی عظمت اور ثواب کو جانتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مجاہدین اسلام ہمیشہ فتح یاب ہوں گے

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں ایک جماعت دُنیا کے کسی نہ کسی حصے میں ہمیشہ حق کی حمایت میں جنگ کرتی رہے گی جو قوم اس جماعت (مجاہدین) سے دشمنی کرے گی منہ کی کھائے گی یہاں تک کہ میری امت آخری دور میں دجال سے لڑے گی۔ (ابوداؤد)

جہاد سے غفلت برتنے والے کیلئے مصیبت

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے نہ تو جہاد کیا نہ جہاد کرنے والوں کا سامان دُرست کیا اور نہ مجاہدین کے اہل و عیال کی دیکھ بھال کی اس کو اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے کسی سخت مصیبت میں مبتلا کرے گا۔ (ابوداؤد)

جہاد سے انحراف

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو قوم جہاد کو چھوڑ بیٹھتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی سزا میں کوئی ایسا عذاب ان پر مسلط کر دیتا ہے جو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ (طبرانی)

شہید کے سارے گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی راہ میں مارے جانے سے ایک قرض کے سوا سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسلم)

جہاد کی خواہش نہ کرنے والا منافق

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے نہ تو زندگی میں کبھی جہاد کیا اور نہ جہاد کی خواہش کی اس کی موت ایک قسم کے نفاق پر ہوتی ہے۔ (مسلم)

شہادت کے وقت تکلیف نہیں ہوتی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شہید کو قتل کے وقت صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم چوٹی کے کانٹے سے محسوس کرتے ہو۔ (نسائی، ترمذی)

زخمی مجاہد

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی راہ میں زخمی ہونے والا مجاہد قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کا زخم تازہ ہوگا اور زعفرانی رنگ کے خون میں مشک کی مہک ہوگی۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

دو قطرے خدا کی بارگاہ میں مقبول

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرایا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں ہے۔ ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہا ہو۔ دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ عزوجل کی راہ میں بہایا جائے۔ (جامع ترمذی)

مجاہد کی فضیلت

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کی راہ میں جنگ کرنے والے کی مثال میدان جنگ سے واپسی کے وقت تک ایسے روزہ رکھنے والے، عبادت کرنے والے اور قرآن پڑھنے والے کی طرح ہے جو روزہ رکھنے، نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کرنے سے کبھی نہیں تھکتا۔ (بخاری و مسلم)

جہاد پر جانے کا اجر

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس بندے کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں، اسے دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔ (بخاری)

سرحد کی دیکھ بھال

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی جہاد) میں سرحد پر ایک دن کی پہرہ داری ہزاروں کی عبادت سے بہتر ہے۔ (نسائی، ترمذی)

سرحد کی حفاظت کرنے کا اجر

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن اور ایک رات سرحد کی نگہداشت ایک مہینے کی شب بیداری اور روزوں سے افضل ہیں اگر سرحد کی حفاظت میں وہ شخص مارا جائے تو اس کے عمل کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے (یعنی اس کو سرحد اسلام کی حفاظت کا ثواب قیامت تک ملتا رہے گا) اس کو جنت سے رزق ملتا ہے اور وہ فتنہ میں ڈالنے والوں سے امن میں رہتا ہے۔ (مسلم)

جنگ کی طاقت بڑھاؤ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کافروں سے لڑنے کیلئے تم اپنی طاقت جس قدر بڑھا سکتے ہو بڑھاؤ۔ یاد رکھو تیر اندازی میں طاقت ہے۔ یاد رکھو تیر اندازی میں طاقت ہے۔ (مسلم)

اسلام اور جہاد کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت کے دن تک (کہیں نہ کہیں) ہمیشہ جہاد کرتی رہے گی۔ (مسلم)

جہاد میں عورتوں کی شرکت

حضرت اُم عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ میں سات لڑائیوں میں شریک ہوئی ہوں (جب مجاہدین اسلام لڑنے جاتے تھے) میں پیچھے زخمیوں میں رہ جاتی تھی اور مجاہدوں کیلئے کھانا تیار کرتی تھی۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھی اور بیماروں کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ (مسلم)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زخمیوں کی مرہم پٹی کی

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنگِ اُحد کے موقع پر حضرت سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے والد کے زخم دھور ہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ڈھال میں پانی بھر بھر کر لاتے تھے اور زخموں پر ڈالتے تھے۔ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دیکھا کہ پانی سے خون بند نہیں ہوتا تو آپ نے بور یہ کا ایک ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ زخم میں بھر دی اور خون بند ہو گیا۔ (بخاری)

خطرے سے غافل نہ ہو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات مدینہ والوں کو (دشمن کے حملے کا) خطرہ محسوس ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تلوار سنبھالی اور زین کے بغیر ایک گھوڑے پر سوار ہو کر (تحقیق کی غرض سے) سب سے آگے تنہا تشریف لے گئے اور واپسی میں ہمیں بتایا کہ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

جہاد کے موقع پر فرضی نام

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں مہاجرین کی شناخت کا نام عبداللہ تھا اور انصار کا فرضی نام عبدالرحمن تھا۔ (ابوداؤد)

شبخون کے وقت مجاہدوں کی شناخت

غزوہ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا کہ اگر دشمن شبخون ماریں تو تمہاری شناخت کے الفاظ ختم لا ینصرون ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

WWW.NAFSEISLAM.COM

فوجی اقدام کی راز داری

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مقام پر جہاد کیلئے تشریف لے جانا چاہتے تو (اس مقام کا نام لینے کی بجائے) کسی دوسرے مقام پر تشریف لے جانے کا اظہار فرماتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

جہاد میں حفاظتی لباس کا استعمال

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو سراقہ پر خود تھا۔ ایک اور روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاد کے موقع پر زرہ (موجودہ زمانہ میں بلٹ پروف جیکٹ) استعمال فرمائیں۔ (بخاری، مسلم)

بہترین اوقات جنگ

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کئی لڑائیوں میں شریک ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ جب صبح ہوتی تو آفتاب کے بلند ہو جانے سے پہلے جنگ شروع نہ فرماتے۔ دوپہر ہوتی تو جنگ بند کر دیتے پھر آفتاب ڈھل جاتا (نماز ظہر کے بعد) تو دوبارہ جنگ شروع فرماتے اور اسکا سلسلہ عصر کے وقت تک جاری رہتا پھر لڑائی بند کر کے عصر کی نماز ادا فرماتے اور نماز کے بعد جنگ شروع فرماتے۔ صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ ان اوقات جنگ میں فتح کی ہوائیں چلتی ہیں اور مسلمان اپنے لشکر کی فتح کیلئے نمازوں میں دعائیں مانگتے ہیں۔ (ترمذی)

عارضی شکست سے بد دل نہ ہو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری ایک مختصر جماعت دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے بھیجی ہم ناکام رہے اور پسپائی پر مجبور ہو گئے مدینہ واپس آ کر ہمیں بڑی شرم و ندامت تھی اور اپنے دل میں کہتے تھے کہ دشمن کے مقابلے سے پسپا ہونا ہمارے لئے ہلاکت ہے۔ پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم لوگ دشمن کے مقابلے سے پسپا ہو کر آئے ہیں۔ حضور نے (دل بڑھانے کیلئے) فرمایا، نہیں تم لوگ بھاگنے والے نہیں بلکہ حملے پر حملہ کرنے والے ہو اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہم آگے بڑھے اور دست مبارک کو چوم لیا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

اسیران جنگ کا تبادلہ

جنگ بدر کے موقع پر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مسلمانوں کے بدلے ایک مشرک (قیدی) کو کفار کے حوالے کیا۔ (مسلم)

عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

مجاہد کتنا خوش نصیب ہے کہ شہادت پاتے ہی سیدھا جنت میں پہنچ کر بے پایاں انعامات و اکرامات سے نوازا جائے گا اور قبر سے حشر تک پھر الی الابد اعزازات و اکرامات میں ہوگا اور اس کے ٹھاٹھ ہاتھ کو دیکھ کر بہت بڑے بڑے مرتبے والے بہشتی رشتہ کریں گے کہ کاش ہم بھی جہاد میں شریک ہوتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں سو درجے مقرر فرمائے ہیں۔ ہر درجے کا دوسرے درجے سے اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا فاصلہ زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ (بخاری)

فائدہ..... اس حدیث شریف میں درجے کے ذکر سے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد سو جنتیں ہیں اور ہر جنت کا فاصلہ دوسری جنت سے اتنا ہی ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

انتباہ..... اس اجمال کو آج کے جاگیردار سے سمجھئے کہ جسے دنیا میں چند مربع حاصل ہیں تو وہ اہل دنیا کی نظروں میں بڑی قدر و منزلت سے دیکھا جاتا ہے لیکن وہ مجاہد فی سبیل اللہ جسے آج دنیا میں دو گز زمین بھی نصیب نہیں لیکن شہادت پانے کے بعد یا جہاد کی زندگی بسر کر کے طبعی موت مرنے کے بعد صرف چند مربعوں کا مالک نہیں بلکہ ایک وسیع ملک کا بادشاہ ہوگا۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں شہید کو چھ طرح کی اعزاز سے سرفراز کیا جاتا ہے:

WWW.NAFSEISLAM.COM

پہلا اعزاز یہ ہے کہ دم نکلتے ہی اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

دوسرا اعزاز یہ ہے کہ اسے جنت میں اس کا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے۔

تیسرا اعزاز یہ ہے کہ اسے قبر کے عذاب سے امان دی جاتی ہے۔

چوتھا اعزاز یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن کی گھبراہٹ اور خوف و دہشت سے محفوظ رہے گا۔

پانچواں اعزاز یہ ہے کہ قیامت کے دن اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس میں یا قوت جڑے ہوئے جس کا ایک یا قوت دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہوگا۔

چھٹا اعزاز یہ ہے کہ بہتر (۷۲) حور عین سے اس کا نکاح کیا جائے گا جن کی آنکھیں نہایت خوبصورت، پرکشش اور کشادہ ہوں گی۔ (جامع ترمذی)

یہ چھ اعزازات ان نعمتوں کا ایک حصہ ہیں جو اللہ تعالیٰ شہیدوں کو عطا کرے گا۔ بے شمار حدیثوں میں شہیدوں کے فضائل و مکارم اور ان کے مدارج و انعامات بیان کئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام منصب شہادت کے حصول میں ہمیشہ سرشار نظر آتے ہیں۔

شہادت ملنے کا آسان طریقہ

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صدق دل سے خداوند تعالیٰ سے شہادت مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کا مرتبہ عطا فرما دیتا ہے خواہ وہ اپنے بستر پر ہی مرے۔ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو سچے دل اور سچی نیت کے ساتھ خداوند تعالیٰ سے شہادت حاصل ہونے کی دعا مانگتا رہے گا تو خواہ وہ کسی بھی بیماری میں اور کہیں بھی کسی حال میں بھی مرے گا مگر وہ قیامت کے دن شہیدوں کی صف میں کھڑا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو شہدائے کرام کے مراتب و درجات عطا فرمائے گا۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

زندہ جاوید ہیں ملت کے شہداء کرام تمہیں معلوم بھی ہے؟ ان کا مقام
یہ وہ مرحوم ہیں جن کیلئے رحمت حق لے کے آتی ہے حیات ابدی کا پیغام
ان کی لاشوں پہ فرشتوں کی صفیں ہوتی ہیں لے کے اترتے ہیں خوشنودی رب کا پیغام
زندہ ہے ملت بیضاء شہداء کے دم سے ان کی روحوں پر ہو سو بار درود اور سلام



پہلے اسے پڑھئے

مسلمانوں کیلئے جہاد کیوں ضروری ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں رہنے والے انسانوں کو اپنی زندگی اچھے طور طریقے کے مطابق گزارنے کیلئے اپنی کتابوں، صحیفوں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے ہر دور میں رہنمائی عطا فرمائی تاکہ انسان آپس میں لڑائی جھگڑے اور ظلم و تشدد کا نشانہ نہ بنیں بلکہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔

مگر بنی نوع انسانوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے جو شیطان لعین کے طریقے کو اپنانے میں اپنی عزت اور بقا سمجھنے لگے۔ ایسے لوگوں نے دنیا میں اپنی خواہشات کو حاصل کرنے کیلئے انسانوں میں انتشار اور فساد برپا کر کے اپنے مقاصد کو تو حاصل کر لیا مگر اس فسق و فساد کو ایک بڑی جنگ کی صورت میں بدل دیا۔ جس کا نتیجہ بالآخر انسانوں کا آپس میں ایک دوسرے کا قتل کرنے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ کبھی یہ جنگ عورت کی خاطر لڑی گئی، کبھی دولت کیلئے تو کبھی حکومت کیلئے۔ اسی طرح کبھی قومیت و وطنیت اور قبائلیت کی عصبیت کا جذبہ انسانوں کو جنگ کے میدان میں لے آیا۔

مکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا یہاں تک کہ چند لوگوں نے اسلام قبول کیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ کفار کو یہ بات بڑی ناگوار گزری اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو تکلیف دینا شروع کر دیں تو آپ نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ مگر ان کفار و مشرکین نے انہیں یہاں بھی چین سے نہیں رہنے دیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کا حکم نازل ہوا اور بدر کے مقام پر کفر اور اسلام کی سب سے پہلی اور اہم ترین جنگ لڑی گئی جس میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ اور کفار کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔ مسلمان کمپرسی اور غربت کا شکار تھے جبکہ کفار ہر طرح سے مسلح تھے مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائی اور مدد کی درخواست کی اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا اور دین اسلام کو عروج و شان و شوکت ملی اور کفار و مشرکین کے قدم اکھڑ گئے۔ کفار و مشرکین سے جنگ میں پہل مسلمانوں کی طرف سے نہ تھی بلکہ کافروں کی طرف سے ہوئی تھی۔ ان کے ظلم و فساد کی جڑ کاٹنے اور ان کے کفر کی سرکشی کا زور توڑنے کیلئے مسلمانوں کو ان سے لڑنے کی اجازت دی گئی۔

جہاد کو بنیاد بنا کر جو غیر مسلم لادینی طاقتیں اسلام پر طعنہ زنی کرتے ہیں کہ اسلام تو تلوار کی طاقت سے پھیلا ہے انہیں انصاف کے ساتھ غور کرنا چاہئے کہ ہجرت سے قبل جو لوگ مکہ میں ایمان لائے تھے وہ تلوار کے زور سے نہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن اخلاق اور اچھے کردار کی وجہ سے مسلمان ہوئے تھے۔ تلوار کو کفار کے ظلم و ستم اور ان کے تشدد کو ختم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اٹھایا گیا تھا اور قیامت تک اٹھایا جاتا رہے گا۔ اس لئے کہ دین تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

آج کے اس دور میں اہل نظر اور عقل و شعور رکھنے والے مسلمان بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آج پوری دنیا میں اسلامی ممالک کیساتھ ان باطل پرست اور لادینی قوتوں کا رویہ اور سلوک کیا ہے۔ ان مظلوم مسلمانوں کو کس طرح بے دردی کے ساتھ قتل کیا جا رہا ہے۔ آج مسلمانوں پر معیشت کے تمام راستے بند ہوئے نظر آرہے ہیں۔ آج مسلمانوں کو افراط و تفریق میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ ملت اسلامیہ کے اتحاد کو انتشار میں بدلنے کی کوشش جاری و ساری ہے۔ اسلامی ممالک میں خصوصاً چین، بوسینا، کوسود، فلسطین، عراق اور جموں کشمیر کے مسلمانوں پر ان باطل پرستوں اور لادینی قوتوں نے کس خطرناک انداز میں ظلم و بربریت کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

جموں کشمیر کے مسلمانوں کو جس طرح قتل و غارت گری کا نشانہ بنایا جا رہا ہے ان کی املاک کو، جان و مال کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے ان کشمیری مسلمانوں کی ماؤں بہنوں کی عزتوں سے کھیلا جا رہا ہے، چھوٹے بچوں کو ان کی ماؤں کے سامنے ذبح کر دیا جاتا ہے یہ تمام تر حالات و واقعات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بھارتی فوجیوں کی دردنگی آج ان باطل پرستوں اقوام متحدہ کے ٹھیکیداروں کو نظر نہیں آرہی ان ظالموں کے خلاف کسی قسم کی پابندی یا قانون تشکیل نہیں دیا جا رہا، یہ باطل قوتیں ہمیشہ اسلام کے چاہنے والوں پر ہی پابندی لگانے ان پر ظلم اور تشدد کرنے کو اپنا اصل مقصد حیات سمجھنے لگتے ہیں۔

ان نامساعد حالات میں ضرورت اس امر کی تھی کہ اس دور میں ایسی اہل حق جہادی تحریک وجود میں آئے جو ان باطل پرستوں بے دینوں کو منہ توڑ جواب دے سکے اور انکے ناپاک عزائم کو خاک و خاشاک میں بدل سکے تاکہ ایک بار پھر اسلام کا رعب و دبدبہ ان کے دل و دماغ میں بٹھا دیا جائے۔

رَبِّ ذَوِ الْجَلَالِ کے فضل و کرم سے اس نے اہل حق کو اس پر فتن دور میں ایک ایسی تنظیم عطا فرمائی جو کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے چاہنے والے ان سے عشق و محبت رکھنے والے جیسی صفات سے آراستہ ہیں اس تحریک کا نام 'مجاہدین لشکر اسلام' سے موسوم کیا گیا ہے۔ مجاہدین لشکر اسلام کا مقصد ملکی حکومت یا کوئی بڑا عہدہ حاصل کرنا نہیں، نہ ہی زمین کے کسی ٹکڑے پر جھگڑا کرنا۔ اسی طرح مال و متاع یا قومیت و وطنیت کی عصبیت کیلئے جنگ و جدال کرنا نہیں بلکہ اس کا مقصد صرف اور صرف دین اسلام اور کلمۃ اللہ کی سر بلندی کیلئے جہاد کرنا، مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرنا، مسلمانوں کو چین و سکون سے عبادت کا ماحول فراہم کرنا ہے۔ خصوصاً باطل غیر مسلم طاقتوں کے ظلم و ستم اور تشدد اور بربریت کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنا لشکر اسلام کے مقاصد میں شامل ہیں۔

مجاہدین لشکر اسلام کی کامیابی اور بھارتی فوجیوں کے خلاف کاروائیوں کی تفصیل اخباری خبروں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ کثیرتعداد میں بھارتی فوجیوں کو لشکر اسلام کے مجاہد واصل جہنم کر چکے ہیں۔ لشکر اسلام کا جموں کشمیر میں اپنا نیٹ ورک ہے۔ مجاہدوں کو تربیت دینے کیلئے ’معسکر طارق بن زیاد‘ کے نام سے سہنسہ گلپور میں تربیتی کیمپ بھی موجود ہے جہاں سے سینکڑوں مجاہدین جہاد کی تربیت لے چکے ہیں اس کے علاوہ ملک کے مختلف شہروں میں رابطے دفاتر بھی قائم ہیں ہر ہفتے الگ الگ شہروں میں جہاد کے موضوع پر اجتماعات بھی کئے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی مسلمانوں کو معلومات فراہم کرنے کیلئے نشر و اشاعت کا سلسلہ بھی قائم کیا گیا ہے۔

لشکر اسلام کی سرپرستی مختلف خانقاہوں کے پیروں اور دارالعلوم کے مفتیان کرام کر رہے ہیں جن کی شفقت و مہربانی اور خصوصی تعاون نے لشکر اسلام کو مختصر عرصے میں کافی ترقی و عروج عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اہل علم، اہل تقویٰ بزرگوں کے علم و عمل میں خوب برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

تمام مسلمانوں سے عرض گزار ہوں کہ اگر آپ مسلمانوں پر ہونے والے مظالم میں ان کا ساتھ دینا چاہتے ہیں تو اپنی اس پاکیزہ تحریک لشکر اسلام سے وابستگی اختیار کر لیجئے۔ ہر طرح کی جانی، مالی اور وقتی قربانی دینے کا عزم کر کے اس کا ساتھ دیجئے تاکہ نہ صرف کشمیر بلکہ پوری دنیا میں بسنے والوں کی مدد کی جاسکے۔

شعبہ نشر و اشاعت

جامع مسجد فاران مارٹن روڈ، پیر الہی بخش کالونی، نزد تین ہٹی، کراچی۔ پاکستان

مسلمان کا ہر کام اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کیلئے ہوتا ہے اور ہونا بھی یہی چاہئے اور اسی نکتہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجاہدین اسلام اپنی پیاری جان کا نذرانہ اپنے مالک و خالق عزوجل کے حضور پیش کرتے ہیں۔ مسلمان کی زندگی بامقصد ہے۔ جہاد جاری ہے تو غازی ہے اور اگر قتل کر دیئے گئے تو شہید ہے۔ اور یہ تصور اور یہ کمال زندگی دنیا کے مذاہب و ادیان میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔ یہ اللہ رب العالمین کا اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں امت مسلمہ پر خاص کرم و فضل ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا، اے لوگو! جانتے ہو ہم مسلمانوں کی طاقت کا کیا راز ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہم کو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موت سے پیار کرنا سکھایا ہے۔ جناب محمد شعیب مدنی سلمہ الرحمن (کراچی) کے اسرار پر یہ مختصر مضمون ترتیب دیا گیا۔ اس وقت 'زین الایمان' کتاب کی ترتیب اور دیگر تحریری کاموں میں مصروف و مشغول تھا لیکن ان کے جذبہ اخلاص و جہاد کو دیکھ کر فقیر نے دیگر کام کو موخر کر کے یہ مقالہ ترتیب دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر راضی ہو، اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا غلام اور صادق فرمانبردار بنائے اور بامقصد زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

متشرقیین (اہل مغرب بالعموم اور یہود و نصاریٰ بالخصوص جو مشرقی اقوام خصوصاً ملت اسلامیہ کے مذاہب، زبانوں، تہذیب، تمدن، تاریخ، ادب، انسانی قدروں، ملی خصوصیات، وسائل حیات اور امکانات کا مطالعہ معروضی تحقیق کے لبادے میں اسی غرض سے کرتے ہیں کہ ان اقوام کو اپنا ذہنی غلام بنا کر ان پر اپنا مذہب اور اپنی تہذیب مسلط کر سکیں اور ان پر سیاسی غلبہ حاصل کر کے ان کے وسائل حیات کا تحصال کر سکیں ان کو متشرقیین کہا جاتا ہے اور جس تحریک سے وہ لوگ منسلک ہیں وہ تحریک استشراق کہلاتی ہے) نے جہاد کو غلط رنگ میں پیش کیا۔ جہاد کا مطلب ہے ظلم کے خلاف جہاد۔ اسلام امن و سلامتی کا درس دیتا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی بتاتا ہے کہ مسلمان کا جان مال جب خطرے میں پڑ جائے ظلم و بربریت کا بازار گرم ہو جائے تشدد و عصبیت کی راہ اپنائی جائے تو ذلت کی زندگی سے بہتر ہے وہ جدید ہتھیاروں سے لیس ہو کر جہاد کرے تو یہ جہاد دفاعی وا۔

مسلمان کا جان مال خطرے میں آجائیں تو مسلمانوں کو چاہئے کہ جہاد کریں اپنا بھرپور دفاع کریں۔ اسلام یہی درس دیتا ہے۔

جہاد کے لغوی معنی

المجد میں ہے 'جہاد' الحمید سے ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں۔ جہد فی الامر بہت کوشش کرنا اور جہاد مفاعلہ کا مصدر ہے۔ کہا جاتا ہے۔ 'جہاد مجاہدہ اور جہاداً' پوری طاقت لگا دینا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وجاہدو فی اللہ حق جہادہ (پ ۱۷۱-الحج: ۷۸)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جہاد کا مفہوم انتہائی قوت سے حملہ آور دشمن کی مدافعت کرنا۔ (مفردات القرآن، امام راغب)

جہاد کا مطلب ہے امن قائم کرنا جہاد کے معنی ہیں کسی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اپنی انتہائی کوشش کو صرف کرنا جو کہ جہر سے نکلا ہے جس کا معنی ہے پوری کوشش کرنا یہ لفظ جنگ کے ہم معنی مستعمل نہیں کیونکہ جنگ کیلئے قتال کا لفظ مستعمل ہے جہاد وسیع معنی میں استعمال ہوتا ہے جس میں ہر قسم کی جدوجہد شامل ہے۔

جہاد کا اولین مقصد یہ ہے کہ غلبہ اسلام اور اہل اسلام مامون و مطمئن ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں اور مسلمانوں کو آزادی ہو، شوکت مسلمانوں کی ہو، دبدبہ مسلمانوں کا ہو اور اللہ تعالیٰ کا دین تمام ادیان و مذاہب پر غالب ہو، قومی حیات ملی آزادی، جبر و استعداد کے خاتمہ کیلئے جہاد امور ضروریات میں سے ہے اور اس لئے اسلام نے اسے لازمی و ضروری قرار دیا ہے تاکہ دنیا میں قانون فطرت کی ترویج ہو سکے۔

کفار مکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزمرہ ہاتھ اور زبان سے شدید ایذائیں دیتے اور طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے رہتے تھے اور صحابہ کرام حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں پہنچتے تھے کہ کسی کا سر پٹھا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے کسی کا پاؤں بندھا ہوا ہے۔ روزمرہ اس قسم کی شکایتیں دربار اقدس میں پہنچتی تھیں اور اصحاب کرام کفار کے مظالم کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں فریادیں کرتے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے کہ صبر کرو مجھے ابھی جہاد کا حکم نہیں دیا گیا ہے جب حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ وہ پہلی آیت کریمہ ہے جس میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے:

اذن للذين يقتلون بانهم ظلموا (پ ۱۷-الحج: ۳۹)

پرواگئی (اجازت) عطا ہوئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا۔

معلوم ہوا مسلمانوں پر جب ظلم ہو، ان کے جان و مال کو نقصان ہو، ان کے دین کو نقصان ہو، شعائر اسلام کو نقصان ہو، عفت مآب بہو بیٹیوں کی عظمت کو نقصان ہو تو مسلمانوں کا کام ہے کہ کفار سے جہاد کریں اور امن و امان قائم کریں اور جب صحابہ کرام نے مدینہ منورہ میں جہاد کیا فتح و نصرت ہوئی تو اسلامی حکومت قائم کی نظام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نفاذ ہوا اس پاک دور کا عدل و انصاف آج بھی ضرب المثل ہے۔

جہاد کی پوری پوری تیاری کرو

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قرآن مجید میں اس طرح جہاد کی ہدایات فرماتا ہے:

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل (پ ۱۰-الانفال: ۶۰)

اور ان کیلئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ۔

وَاعِدُوا صِغَةً امر ہے اس کا مطلب ہے کہ مسلمانو! جتنی طاقت قوت اپنے زمانے حالات کے حساب سے ضروری سمجھو اس کی خوب تیاری کرو۔ حکومت اپنی حیثیت سے عوام اپنی حیثیت سے جہاد میں حصہ لیں اور موجودہ زمانے میں جدید ہتھیار، کلاشنکوف، بارود، راکٹ لانچر، بم دھماکے وغیرہ۔